روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعہ 31 جولائی 2009ء 8 شعبان 1430 ہجری 31 وفا 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 172

محض اندھیرا

حضرت میمونہ بنت سعدؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زینت کا بے محل اور نامناسب مقام پر اظہار کرنے والی کی مثال قیامت کے دن اس اندھیرے کی ہے جس کے ساتھ کوئی نور نہ ہوگا۔

(جامع ترمذی کتاب الرضاع باب فی کراھیة خروج النساء حدیث نمبر 1087)

جلسہ سالانہ یوکے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خواتین سے پُر معارف خطاب 25 جولائی 2009ء

احمدی عورت کا ایک تقدس اور مقام ہے جسے قائم رکھنا اس کا فرض ہے

ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ بچپن سے ہی بچوں کے کانوں میں اچھائی اور برائی کی تمیز ڈالیں اور احمدی ہونے کی اہمیت بتائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 25 جولائی 2009ء کو خواتین سے خطاب کے لئے پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر پانچ بج کر سات منٹ پر لجنہ جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی ہمپشائر میں تشریف لائے۔ خواتین کی جانب سے پُرجوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ قرۃ العین صاحبہ نے سورۃ الحدید کی آیات 21 تا 24 کی تلاوت کی۔ محترمہ شوکت زکریا صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام ؏

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو

ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ محترمہ منال یاسر صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کے عربی قصیدہ میں سے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ محترمہ فریحہ خان صاحبہ نے پیش کیا۔ جس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں اعزاز حاصل کرنے والی خواتین میں حضور انور نے انعامات تقسیم کئے جبکہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے میڈلز پہنائے۔ بعد ازاں حضور انور نے خواتین سے خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ظہور سے قبل خشکی اور تری میں لوگوں کے عملوں کی وجہ سے فساد برپا تھا سب بگڑ چکے تھے، قسم قسم کی خرابیاں ان میں پھیلی ہوئی تھیں پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ آپؐ نے ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ شرک کی انتہا کو پہنچے ہوئے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے اور اخلاق کی غلاظتوں میں دبے ہوئے با اخلاق بن گئے، عورتوں کے حقوق پامال کرنے والے عورتوں کے حقوق کے پاسبان بن گئے زندہ درگور کی جانے والی جنت کی بشارت کا سامان بن گئی اور عزت واحترام سے دیکھی جانے لگی۔ دین حق کا جھنڈا بلندیوں پر لہراتا چلا گیا جب تک ایمان لانے والے اس حقیقی تعلیم سے حقیقی رنگ میں فیض پاتے رہے اور اعمال صالح بجالاتے رہے اور جب اس تعلیم کو بھلا دیا گیا تو پھر زوال آیا اور پھر دوبارہ زمین میں فساد برپا ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ دین حق کی شان اور عظمت قائم کرنے کے لئے جری اللہ کا کردار ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی بعثت کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں کمزور ہوگئی ہیں، آخرت ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے، زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہی حالتیں ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بھیجتا ہے تا کہ لوگوں کو اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کروانے کی وہ برگزیدہ بندے کوشش کریں۔

پس آج ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے جائزے لیتے ہوئے دیکھیں کہ کیا ان مقاصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہوئے جس کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں کہ دراصل ایمان ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب اور آخرت پر یقین پیدا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان یہی ہے کہ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ پردے کا حکم مخصوص وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ مومنوں کی بیویاں جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں اور یہ مومنوں کی بیویوں کی پہچان ہے اور مومنوں کی بیویاں بھی مومن ہی ہوتی ہیں۔ اس میں ان مردوں کے لئے بھی حکم ہے جو سوسائٹی کی باتوں کے خوف سے اپنی بیویوں کو پردے اتروا دیتے ہیں۔ ایک احمدی عورت ہمیشہ یاد رکھے کہ پردہ اس کے ایمان کا حصہ ہے اور قرآن کریم کے احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ فرمایا کہ ایک احمدی کی عزت اس بات میں ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے کے بعد اپنے ایمان میں اتنی مضبوطی پیدا کرے کہ دنیا کی کوئی خواہش اس کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی ماؤں کا کام ہے کہ اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کو راضی کرنے کے لئے ہر کوشش ان کی اولین ترجیح ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ احمدی مائیں بھی اپنے آپ کو ایمان کے اعلیٰ معیار تک لے جانے کی کوشش کریں۔ ماؤں کے قدموں تلے جنت اسی لئے رکھی گئی ہے کہ جہاں ان کا اپنا ایمان اور خشیت اللہ بلندیوں پر ہو وہاں ان کی نیک تربیت سے ان کے بچوں کے ایمان بھی ترقی پذیر ہوں ورنہ ہر ماں تو جنت کی خوشخبریاں دینے والی نہیں ہے۔ پس ہمیشہ حضرت مسیح موعود کے اس فقرے کو یاد رکھیں کہ میں ایمانوں کو مضبوط کرنے آیا ہوں۔

(باقی صفحہ 2 پر)

اپنی اصلاح کی فکر کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

''میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوشش کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ اس طرح جماعت سے نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی وہ مہنگا سودا نہیں، سستا سودا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 23/ جون 1967ء از خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 762-763)

ہر قسم کی بدرسوم کے خلاف جہاد میں ہر احمدی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

(مرسلہ: ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل سفارشات شوریٰ 2009ء)

ضرورت کارکن

بہشتی مقبرہ میں ایک محنتی، مخلص اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے ایسے کارکن کی ضرورت ہے جس کی تعلیمی قابلیت کم از کم بی۔اے ہو اور عمر 35 سے 40 سال تک ہو۔ ایسے امیدوار اپنی درخواستیں صدر صاحب محلّہ یا امیر صاحب مقامی سے تصدیق کے ساتھ مورخہ 10/ اگست 2009ء تک نظارت بہشتی مقبرہ کو بھجوائیں۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

بقیہ از صفحہ 1:

خواتین سے خطاب

حضور انور نے فرمایا کہ شیطان ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پہلے حملہ کرتا ہے اور پھر بڑی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بعض لوگ باوجود نامحرم ہونے کے بازاروں میں لڑکے اور لڑکی کا اکیلے گھومنا، لڑکے اور لڑکیوں کے گروپ کا ناچ گانے کی محفلیں لگانا وغیرہ اور اسی طرح کی بہت سی برائیوں کو معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ سب غیر اخلاقی باتیں ہیں اور دین حق اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ پر جو بیہودہ فلمیں اور پروگرام دکھائے جاتے ہیں جو کہ نوجوان نسل بڑے شوق سے دیکھتی ہے بلکہ بعض گھروں میں پورا گھرانہ ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور اسے برائی نہیں سمجھا جاتا۔ فرمایا کہ جن گھروں میں بھی رشتوں کے بعد لڑکے لڑکی میں رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر رشتے ٹوٹتے ہیں، ان کا میں نے جائزہ لیا ہے کہ ٹی وی کے بیہودہ چینلز کی آزادی، انٹرنیٹ اور لڑکے لڑکیوں کا آپس کا میل جول اور دوستی ہی وجہ بنتا ہے۔ آج میں یہ باتیں خاص طور پر خواتین کے سامنے اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے، ان ماؤں کی ذمہ داری ہے جن کی گود میں بچے پل رہے ہیں کہ بچپن سے ہی بچوں کے کانوں میں اچھائی اور برائی کی تمیز ڈالیں اور انہیں احمدی ہونے کی اہمیت بتائیں۔ والدین جس طرح بچپن میں اپنے بچوں سے پیار محبت کا اور دوستانہ تعلق رکھتے ہیں، بڑے ہونے تک یہ تعلقات قائم رکھیں۔ فرمایا کہ جماعت کی آئندہ ترقی کے لئے لڑکوں کی تربیت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی لڑکیوں کی۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی اس کے مخاطب ہیں۔ فرمایا خود ماں باپ کے نمونے ایسے ہوں کہ بچے سمجھیں کہ حقیقی زندگی یہی ہے جو ہمارے ماں باپ گزار رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری رہے گا تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے۔ لیکن ایسے لوگ جو دینی اقدار کو چھوڑ کر کسی احساس کمتری کی وجہ سے نام نہاد ترقی یافتہ دنیا کے غلط کاموں کی پیروی کرتے ہیں وہ نہ دین کے رہیں گے اور نہ ہی دنیا کے۔ پس بجائے اس کے کہ بعد میں احساس ہو بہتر یہی ہے کہ ابھی سے خداتعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں جس نے اس خشکی اور تری کے فساد کو دور کیا اور کر رہی ہے۔ احمدیت کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ رشوت خور اور شرابی حضرت مسیح موعود کو قبول کرنے کے بعد پانچ وقت کے نمازی، نوافل ادا کرنے والے اور ہمیشہ عمل صالح کی تلاش میں رہنے والے بن گئے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد نیکیوں پر قدم مارنے والی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے تو ایک عام احمدی سے اس شرط پر بیعت لی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ یہ ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہر احمدی دوسرے سے ہمدردی کرے اس لئے میں تلقین بھی کرتا ہوں اور اس کے لئے دعا بھی کرتا ہوں کہ ہر احمدی عورت، مرد، بچہ، جوان اور بوڑھا حضرت مسیح موعود کی توقعات پر پورا اترنے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی بلکہ جماعت حقیقی طور پر جماعت کہلانے کی تب مستحق ہوسکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو، سچے طور پر ان میں پاک تبدیلی پیدا ہو جائے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے، نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خداتعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کے معیار کیا ہیں اور کیا دنیا کے رسم و رواج ہمارے ایمان پر حاوی تو نہیں ہو رہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ بُرے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونے سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ صرف مرد ہی اس کے مخاطب ہیں، پاک معاشرے کے قیام کے لئے عورتوں کو مردوں سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران ہیں، وہ قوم کی نئی نسل کی تربیت گاہ ہے، وہ جماعت کی امانت جو بچوں کی شکل میں ان کے پاس ہے اس کی امین ہیں۔ پس عورتیں اپنے گھروں کی نگرانی کا حق ادا کریں، نئی نسل کی تربیت کا حق ادا کریں اور جماعت کی امانت کے امین ہونے کا حق ادا کریں۔

حضور انور نے جماعت کی نوجوان بچیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جماعت کی ہر بچی کا ایک تقدس اور مقام ہے، اسے قائم رکھنا آپ کا فرض ہے۔ پس اس حقیقت کو سمجھیں کہ یہی چیز آپ کو خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گی۔ پس دنیا کی خواہشات کے پیچھے دوڑنے کی بجائے خداتعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس تعلق میں مضبوطی پیدا کرتی چلی جائیں اور اپنے نیک نصیب ہونے اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے بہت دعائیں کریں تا کہ آپ کی گود میں پلنے والی آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی ہوں اور یہی تربیت اور خداتعالیٰ سے تعلق ہی ہے جو بچوں کے لئے بھی اور ماؤں کے لئے بھی جنت کے دروازے کھلنے کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور اعمال صالح بجا لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی وارث بنتی چلی جائیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

تبصرہ

علم و عمل

نام کتاب: علم وعمل

مصنف: محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (امام بیت الفضل لندن)

ناشر: لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

طبع: اول

ضخامت: 38 صفحات

علم وعمل دراصل دو ایسے دائرے ہیں جنہوں نے ہماری زندگی کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ابتداء سے لے کر انتہاء تک ہماری جدوجہد خواہ دین سے تعلق رکھتی ہو یا دنیا سے انہی دو دائروں کے گرد گھومتی نظر آتی ہے، علم کے بغیر نہ دین کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور نہ دنیا کی ضروریات اور دوسری طرف عمل نہ ہو تو انسان کو نہ دین کے میدان میں کچھ حاصل ہوتا ہے اور نہ دنیا میں غرضیکہ علم کے بغیر صحیح عمل کا تصور ممکن نہیں اور اگر عمل نہ ہو تو محض علم ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اس لحاظ سے علم و عمل باہم لازم وملزوم ہیں۔ حق یہ ہے کہ علم وعمل ہماری زندگی کا ماحصل اور نچوڑ ہیں، ہماری فلاح اور کامیابی کا محور اور معیار ہیں۔ ہماری بقا اور ترقی کی ضمانت ان دو الفاظ میں مضمر ہے۔ پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ایک احمدی کی زندگی کا ماٹو اور نصب العین علم وعمل کے دو مختصر الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

کتاب ہذا دراصل محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن، کی جلسہ سالانہ جرمنی 2002ء کے موقع پر کی جانے والی ایک تقریر ہے جو انہوں نے لجنہ کراچی کے کتب کی اشاعت کے پروگرام میں حصہ ڈالنے کے لئے بھجوائی اور اس طرح بفضل خدا لجنہ اماء اللہ کراچی کو صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ کی 91ویں پیشکش منظر عام پر لانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ امید ہے کہ ایک نشست میں پڑھا جانے والا یہ مضمون زندگی کو با مقصد بنانے کی تحریک کرے گا۔

زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے علم کے حصول کی کوشش، علم وعمل کی اہمیت، فضائل، ایک مومن کی شخصیت پر علم وعمل کے تقاضوں کے بارے میں مضمون سے متعلق آیات کریمہ، احادیث نبویہؐ، فرمودات حضرت مسیح موعود و خلفائے احمدیت اور بعض علمائے سلسلہ کی تصانیف سے چنیدہ تحریرات و واقعات پر مشتمل مجموعہ ایک خوبصورت گلدستہ کی صورت میں پیش کیا ہے اور پھر ان نیک اور باخدا انسانوں، جنہوں نے حقیقی علم حاصل کیا اور حسن عمل اور اعمال صالحہ کی توفیق پائی اور ہمیشہ کے لئے علم وعمل کی حسین مثال بن گئے کے نیک اور اعلیٰ نمونوں کا تذکرہ نہایت حسین پیرایہ میں کیا ہے۔

احباب جماعت مصنف کی موضوع پر عالمانہ گرفت اور بیان کی سحر انگیزی کے لذت چشیدہ ہیں۔ کتاب کا مطالعہ روحانی لطف سے بھرپور ہوگا اور علم کے ساتھ عمل کی اہمیت واضح ہوگی۔

مضمون سے متعلق حضرت مسیح موعود کے چند اقتباسات نمونۃً پیش ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص 7)

علم وحکمت ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے اشرف ہے، دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم وحکمت کو فنا نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم ص 161)

عمل صالح وہ ہے جو محض خداتعالیٰ کے واسطے ہو۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 84)

علم اور عمل کے باہم تعلق اور جوڑ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محض اس علم میں کچھ شرف اور بزرگی نہیں جو صرف دماغ اور دل میں بھرا ہوا ہو بلکہ حقیقت میں علم وہ ہے کہ دماغ سے اتر کر تمام اعضاء اس سے متأدب اور رنگین ہو جائیں اور حافظہ کی یادداشتیں عملی رنگ میں دکھائی دیں سو علم کے مستحکم کرنے اور اس کے ترقی دینے کا یہ بڑا ذریعہ ہے کہ عملی طور پر اس کے نقوش اپنے اپنے اعضاء میں جما لیں۔ کوئی ادنیٰ علم بھی عملی مزاولت کے بغیر اپنے کمال کو نہیں پہنچتا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 ص 445)

مذکورہ کتاب کے ٹائٹل پیج کے اندر کی طرف حضرت مسیح موعود کی خداتعالیٰ کے حضور ایک دعائیہ نظم، کتاب کے آخر پر مصنف کا اپنا منظوم کلام بابت سفر زندگی درج ہے۔ علاوہ ازیں لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی جانب سے صد سالہ خلافت احمدیہ جشن تشکر کے سلسلہ میں کتب کی اشاعت کے ضمن میں شائع کردہ کل 92 کتب کی ترتیب وار فہرست شائع کی گئی ہے جبکہ کتاب کی پشت پر ٹائٹل کے اندر کی طرف خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے لئے دعائیں اور ٹائٹل کے باہر کی طرف وہ دعائیں تحریر کی گئی ہیں جن کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5 دسمبر 2008ء کے خطبہ جمعہ بمقام دہلی انڈیا میں فرمائی تھی۔

آخر پر دعا ہے کہ یہ کتاب قارئین کی دینی و دنیاوی اور روحانی ترقی کا موجب بنے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی سب ممبرات کو اور خاص طور پر اس کتاب کی اشاعت میں کام کرنے والی بہنوں کو بہت زیادہ جزاء عطا فرمائے۔ آمین

(ایم۔ اے۔ رشید)

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پاکیزہ سیرت و سوانح کے روشن نقوش

توکل علی اللہ، مجسم عجز و انکسار، پُر بہار شخصیت اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے شغف اور مطالعہ پر عبور

سدا مسکراتے رہتے

محترمہ صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تحریر فرماتی ہیں:

ابا ہر قدم پر خدا کی رضا پر راضی رہتے تھے۔ ہر کام پر خدا پر توکل کرتے تھے۔ اور زندگی کے ہر موڑ پر دعاؤں کا سہارا لیتے تھے۔ تمام زندگی اسی راستے پر چلے اور دوسروں کو بھی اس پر تلقین کی۔ یہ ایک مضبوط سہارا ہے جسے پکڑا۔ اور تادم آخر پکڑے رہے۔ یہ ایک ایسا کامل یقین اور ایمان تھا کہ کبھی کوئی گھبراہٹ، کوئی مایوسی یا خوف و ہراس طبیعت پر طاری نہ ہوا۔ بیماری کے آخری ایام میں فرمایا:

" کہ خدایا اگر یہ وقت آ گیا ہے تو میں تو تیری رضا پر پوری طرح راضی ہوں"۔ اور یوں پرسکون انداز سے مسکراتے ہوئے چل دئے کہ ہم لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ کچھ سوچنے کی مہلت بھی نہ ملی کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کیا ہو گیا ہے۔ خود بھی سدا مسکراتے رہے اور دوسروں کو بھی مسکرانے کا سبق دیتے رہے۔ یہ مسکراتے رہنے کی عادت کامل توکل کی بناء پر تھی جو خدا پر تھا۔ وہ کامل ایمان دعا کا تھا۔ وہ خدا پر راضی رہنے کی صفت تھی جو "ہمیشہ مسکراتے رہو"۔ کا سبق دے رہی تھی۔ جب ہم دعاؤں پر یقین رکھتے ہوئے خدا پر توکل کرتے ہیں اور اس کی رضا پر راضی ہو جاتے ہیں۔ تو پھر رنج و ملال کیسا؟ ابا کا اس بارہ میں جو ٹھوس فلسفہ تھا۔ جو روح پرور ایمان تھا۔ وہ آپ کے وجود کو سدا مطمئن اور پر بہار مسکراہٹوں کی فضاؤں میں رکھتا تھا۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 51)

ٹھوس اور مضبوط توکل

محترمہ صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تحریر فرماتی ہیں:

ابا کا خدا کی ذات پر توکل کچھ ایسا ٹھوس تھا مضبوط تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت، کوئی آزمائش بھی اسے ہلا نہ سکتی تھی۔ 1953 میں بظاہر دنیا کے لحاظ سے جماعت پر ایک کڑا وقت آیا اور دنیا دار لوگ سمجھنے لگے کہ یہ مٹھی بھر جماعت مقابلہ نہ کر سکے گی اور (خدا نہ کرے) ختم ہو جائے گی۔ ان دنوں کی بات ہے کہ ابا کے پاس لاہور میں ایک غیر احمدی (شیعہ) فرقہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ آئے اور ابا سے کہنے لگے کہ "میاں صاحب! آپ کے بعد ہماری باری آنے والی ہے"۔ تو ابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

" آپ فکر نہ کریں نہ ہمارا بعد آئے گا نہ آپ کی باری" (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 52)

مجسم عجز و انکسار

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ ابن صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب لکھتے ہیں:

کبھی بھی اپنی بڑائی بیان نہ کرتے۔ ہر آن عاجزی۔ ہر بات پر عاجزی کا اظہار۔ حضور کی عاجزانہ طبیعت مبارک کا ایک اور واقعہ جو دلوں پر خاص اثر کرنے والا ہے مجھے ہمارے خالو بریگیڈیئر وقیع الزماں صاحب نے بتایا۔ ان کو ایک کام کے سلسلہ میں کچھ پریشانی تھی۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے وہ کام ہو گیا۔ چنانچہ خالو نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے دعا کی تھی میرا کام ہو گیا۔ حضور نے جواباً فرمایا تمام کام اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کر دیتا ہے۔ غرضیکہ حضور کی زندگی میں ہمیں عاجزی انکساری کے ان گنت نمونے نظر آتے ہیں۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 244)

میں صرف خدا سے ڈرتا ہوں

حضور کے ایک بیٹے لکھتے ہیں:

اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی یہ بات سامنے نہ رکھی کہ دنیا یا دنیا والے مجھے کیا کہتے ہیں۔ ایک روز نظام جماعت کی طرف سے ایک شخص پر ایکشن کیا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں حضور کو ایک خط لکھا۔ حضور کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ دوبارہ لکھا اور میری نادانی کہہ لیجیئے کہ آخر میں میں نے یہ فقرہ لکھا کہ حضور اس ایکشن کا لوگوں پر برا اثر پڑے گا اور وہ باتیں بنائیں گے مجھے جواب آیا کہ "جہاں تک لوگوں کا تعلق ہے میں کسی سے نہیں ڈرتا نہ پہلے کبھی ڈرا ہوں۔ میں صرف خدا سے ڈرتا ہوں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں یا آنے والا مورخ میرے بارے میں کیا لکھے گا۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے خدا کے دربار میں جاؤں تو سرخرو ہو سکوں کہ جو میں نے اس دنیا میں کیا وہ دیانت داری کے ساتھ جماعتی مفاد میں کیا ہے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 36)

صرف دعا کرنی چاہیئے

حضور کے ایک بیٹے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ جماعت کے انتہائی پرآشوب دور میں کسی نے کہا حضور ہمیں یہ کرنا چاہیئے۔ وہ کرنا چاہیئے۔ فرمانے لگے: نہیں صرف دعا کرنی چاہیئے۔ جس دن آپ نے اپنا انتقام خود لینے کی کوشش کی اس دن خدا نے آپ کی خاطر انتقام لینا چھوڑ دینا ہے۔ آپ بس دعا کریں اور دیکھیں کہ خدا کا انتقام کیسا ہوتا ہے۔ میں آپ کے اس جواب سے اس وقت تو مطمئن نہ ہوا لیکن بعد میں آنے والے حالات نے بتایا کہ آپ بالکل صحیح فرماتے تھے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 36)

غم کو مسکراہٹوں میں چھپائے رکھا

حضور کے ایک بیٹے لکھتے ہیں:

اپنی آخری بیماری میں ایک دن فرمانے لگے کہ میں نے ہمیشہ غم کو اپنی مسکراہٹوں میں چھپائے رکھا اور دیکھنے والے یہ سمجھتے رہے کہ مجھے کبھی کوئی تکلیف یا غم نہیں پہنچا لیکن اگر کوئی میرا دل چیر کر دیکھے تو اسے اندازہ ہو گا کہ میں نے کتنے غم اٹھائے ہیں اور ان غموں کا سلسلہ 73 سالوں پر محیط ہے لیکن خدا تعالیٰ نے جو اپنے انعامات بارش کے قطروں کی طرح مجھ پر نازل فرمائے ہیں ان کا سلسلہ بھی 73 سالوں پر پھیلا ہوا ہے اور یہ بھی وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو میرا دل چیر کر دیکھے۔ ہاں! آپ ٹھیک ہی کہتے تھے میں نے تو ہمیشہ آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور انتہائی مشکل اور صبر آزما لحمہ بھی آپ کی مسکراہٹ کو آپ سے نہ چھین سکا۔ امی کی وفات کے چند گھنٹے بعد آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو دیکھا کہ میں رو رہا ہوں۔ بڑے پیار سے قریب بلایا اور فرمایا رونا نہیں اس کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔ تم اس وقت نہیں روئے جب تین سال کے تھے اور تمہارے سامنے مجھے گرفتار کر کے لے گئے تھے اور آج جب ہوش مند ہو حوصلہ والی عمر میں ہو تو رو رہے ہو؟ گویا نہ خود روئے اور نہ رونے دیا۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 35)

کڑواہٹیں برداشت کرنے کی توفیق

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خطبہ جمعہ 28 جون 1974ء میں فرمایا۔

مجھے خدا تعالیٰ نے جس قدر کڑواہٹوں کو برداشت کرنے کی طاقت دی ہے کم ہی لوگوں کو ملی ہو گی۔ ان حالات میں ہر دُکھ جو کسی فرد یا خاندان کو پہنچا اس کا زخم میں اپنے سینے میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ پس کئی ہزار پریشانیاں نیزے کی انّی کی طرح میرے سینے میں پیوست ہیں اور میرے جسم کو بھی عادت ہے۔

مجھے گرمی میں خون کی شکر کے نظام میں خرابی کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے اس کیلئے میں کبھی کبھی نیم کے پتوں کا جوشاندہ استعمال کرتا ہوں۔ ایک دفعہ میں وہی جوشاندہ پی رہا تھا کہ ہماری ایک عزیزہ اس وقت آ گئیں۔ وہ سمجھیں کہ پتا نہیں میں کیا شربت پی رہا ہوں۔ تو میں نے ایک گھونٹ چھوڑ دیا میں نے کہا پئیں گی؟ تو انہوں نے کہا لائیں پیتی ہوں تو جونہی نیم کا جوشاندہ منہ کو لگایا اور چہرے کی حالت بدلی اور اعصاب کھنچے تو وہ حالت دیکھنے والی تھی۔

ایک دفعہ ہمارے ایک زمیندار ساتھی تھے۔ ملیریا کے دن تھے۔ میں کونین کی گولی کھانے لگا۔ ہمارے زمیندار بھائی اگر جوش میں ہوں تو اپنے دعوی میں بڑے سخت بھی ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا کونین کھائی جائے کہنے لگے ہاں میاں صاحب کھائی جائے۔ میں نے کونین کی ایک گولی منہ میں ڈال کر دانتوں سے اچھی طرح چبائی اور پھر منہ کھول کر کہا کہ اس طرح کھائی جائے وہ کہنے لگے ہاں جی اسی طرح کھائی جائے۔ میں نے گولی دے دی اور چونکہ انہوں نے کہا ہوا تھا اسی ’’ پچ ‘‘ میں انہوں نے اسی طرح کونین کی گولی چبائی اور مجھے بڑی مشکل سے منہ کھول کر کہا اس طرح؟ اور منہ اور گردن کے سارے پٹھے اکڑ گئے اور اڑتالیس گھنٹے تک وہ ہنستے تھے اور دنیا سمجھتی تھی کہ یہ رو رہے ہیں۔ یہ حالت ہو گئی تھی۔ تو مادی کڑواہٹوں، کونین وغیرہ کی برداشت کی طاقت ہر ایک کو خدا نے نہیں دی لیکن زندگی کی دوسری کڑواہٹیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے پیش آتی ہیں وہ ہم ہنستے مسکراتے برداشت کر جاتے ہیں اور دوسروں کو پتا بھی نہیں لگتا۔ یہ ہے ایک احمدی کی شان اور جیسا کہ میں نے کہا کوئی احمدی اس بات کیلئے تیار نہیں ہو گا کہ وہ دو لعنتیں اپنے پر اکٹھی کر لے۔ ایک دنیا کی لعنت اور ایک اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ اگر کوئی ایسا احمدی ہے تو کھڑا ہو جائے ہم بھی اس کی شکل دیکھ لیں۔ یقیناً کوئی احمدی ایسا نہیں ہو سکتا۔ (خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 583)

خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو

حضور کے ایک بیٹے لکھتے ہیں:

زندگی میں کبھی مایوس نہیں ہوتے تھے۔ مایوسی کو

گناہ سمجھتے تھے اور کبھی نہ مایوس ہونے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب ہماری امی کی طبیعت بہت بگڑ گئی اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش سے گزر رہی تھیں تو آپ نے ڈاکٹروں کی طرف دیکھا اور شاید ڈاکٹروں کے چہروں پر مایوسی کی لہر کو محسوس کیا فوراً انہیں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور آخری سانس تک کوشش نہ کریں تو دہریہ ہونگے۔ خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں کبھی کوئی مایوسی کی بات کرتا تو آپ کو غصہ بہت چڑھتا، فرماتے دعاؤں اور کوششوں کو انتہا تک پہنچا دو۔ نتیجہ تو خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسی پر چھوڑ دو اور جو وہ کرے اس پر راضی ہو جاؤ۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 34,35)

اللہ کی نصرت پر کامل یقین

محترم صوفی پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے کالج کے زمانہ لاہور کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ صوبہ کے گورنر صاحب نے اسلامیہ کالج لاہور کی ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ سابق ڈی۔اے وی کالج کی عمارت ٹی آئی کالج سے واپس لے کر اسلامیہ کالج لاہور کو دیدی جائے گی کیونکہ اسلامیہ کالج کی ضرورت بہت ہی اہم ہے۔ ٹی آئی کالج کے لئے کسی اور جگہ انتظام کیا جائے گا۔ خاکسار نے جب یہ خبر سنی تو خاکسار پر سخت گھبراہٹ وارد ہوئی کہ اب کیا ہوگا؟ ہم کہاں جائیں۔ سائیکل لیا اور فوراً جناب پرنسپل (حضور) کو یہ خبر سنانے مغرب سے ذرا قبل رتن باغ پہنچا اور حضور کو اندر سے بلا کر نہایت ہی گھبراہٹ کے عالم میں بھرائی ہوئی آواز میں یہ اندوہناک خبر سنائی اس پر حضرت میاں صاحب مسکرائے فرمانے لگے۔ صوفی صاحب کالج کا پرنسپل میں ہوں یا آپ ہیں۔ اگر گھبرانے کی بات ہے تو گھبرانا تو مجھے چاہیئے کیونکہ کالج کے انتظامات کا میں ذمہ دار ہوں نہ کہ آپ۔ آپ اس طرح کیوں گھبرا رہے ہیں۔ پھر فرمایا۔ اچھا یہ تو بتائیں کہ کیا آپ کو یقین ہے کہ ہمارے کالج کا لاہور میں ہی رہنا جماعت احمدیہ کے مفاد میں ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کے علم میں جماعت کا مفاد اسی میں ہو کہ ہمارا کالج اب ربوہ چلا جائے۔ مت گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو ہمارے حق میں مفید ہوگا۔ خاکسار بالکل ٹھنڈا ہو گیا اور شرمندگی کے عالم میں رتن باغ سے لوٹا۔ اس واقعہ سے پتہ لگتا ہے کہ ابتلاء کے سامنے حضور کس طرح پر سکون رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر کامل یقین اور اس کے فیصلہ پر کامل طور پر راضی رہنے کے جذبات رکھتے تھے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 233,234)

بشاشت اور حوصلہ

محترم محمد شبیر صاحب زیروی لاہور کو 1953 کے مارشل لاء میں گرفتار ہو کر حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ جیل میں رہنے کی سعادت ملی۔ اس دور کی یادیں تازہ کرتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں:

جیل سے ہمارا ناشتہ آ گیا جو کالے ابلے ہوئے چنوں کی طرف کچھ ترچھی سی نگاہوں سے دیکھا کہ کیا اب ہمیں کھانے ہوں گے۔ حضرت میاں صاحب فوراً میرے چہرے کے تاثرات ہی سے میرے دل کی کیفیت اور میرا تردد بھانپ گئے اور فوراً ان کو چادر پر ہاتھ سے بکھیرنے کے بعد انہیں خود مزے لے کر کھانا شروع کر دیا۔ آپ کھاتے بھی جاتے تھے اور فرماتے بھی جاتے تھے۔ بشیر صاحب! دیکھیئے یہ تو بہت لذیذ ہیں۔ اللہ! اللہ! آپ نے ہمیں کس کس طرح تکلیف کے ان دنوں کو حوصلہ اور بشاشت سے گزارنے کے آداب سکھائے ان کا ہاتھ دستر خوان کی طرف بڑھ جانے کے بعد بھلا کس کی مجال تھی جو نہ کھائے۔ چنانچہ میں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ اپنے اس عمل سے گویا آپ نے بڑے لطیف انداز میں مجھے یہ بات ذہن نشین کرا دی کہ ہم جیل میں ہیں اور پھر مارشل لاء کی جیل میں۔ گھر پر نہیں ہیں۔ اس لیئے ہمیں بشاشت کے ساتھ حالات کے تقاضوں کے مطابق ڈھل جانا چاہیئے غالباً اسی دن کو دوپہر سے حضرت اقدس کے گھر سے کھانا آنا شروع ہو گیا۔ جو اس قدر ہوتا تھا کہ ہم سب سیر ہو کر کھا لیتے تھے۔ تو پھر بھی بچ جاتا تھا۔ (گویا کہ جیل میں بھی ہم لوگ حضرت مسیح موعود کے لنگر سے ہی کھاتے تھے)

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 248)

میرے جوہر بحران میں کھلتے ہیں

محترم محمد بشیر صاحب زیروی مزید لکھتے ہیں:

میں نے ایک دن عرض کی کہ چونکہ میری گرفتاری اچانک اور بالکل غیر متوقع تھی اور میرے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ کبھی میں بھی گرفتار ہو جاؤں گا اس لیئے پہلے پہل میں بہت پریشان ہو گیا۔ اور میری بھوک پیاس بالکل ختم ہو گئی۔ لہٰذا ناشتہ بھی نہ کر پایا۔ مارشل لاء حکام نے گو کھانا دیا بھی مگر ماسوائے کپ چائے کے میں کچھ نہ کھا سکا۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ "جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میں نے پہلے نہایت ہی اطمینان سے غسل کیا پھر خوب سیر ہو کر ناشتہ کیا کیونکہ ایسے وقتوں میں مجھے خوب بھوک لگتی ہے۔ اس کے بعد کپڑے تبدیل کئے نیز فرمایا خدا کے فضل سے میرے جوہر بحران میں کھلتے ہیں۔ اور میری اندرونی طاقتیں نمایاں ہونا شروع ہو جاتی ہیں" ہر وقت خوش رہتے اور ہمیں خوش رکھنے کی کوشش فرماتے اور ہمارے ذہنوں میں یہ احساس پیدا کرتے رہتے کہ یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں کامیابی کے بعد ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بے شمار بارشیں ہوں گی۔ لہٰذا ہمیں استقلال کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ ان لمحات کو مسکراتے ہوئے گزارنا چاہیئے۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 249)

شکر کا جذبہ

اللہ تعالیٰ کی حمد سے آپ کی زبان ہمیشہ تر رہتی تھی۔ دوستوں کو بھی شکر کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک دوست کو اپنے پاس سے دوائی مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس دوا کے ساتھ شہد کا استعمال بھی کریں۔ اس دوست نے عرض کیا حضور! خالص شہد ملنا بہت مشکل ہے فرمایا میں شہد بھی اپنے پاس سے دینے کو تیار ہوں۔ لیکن میں ایک شرط پر اور وہ یہ ہے کہ ہر چمچہ شہد کھانے کے ساتھ آپ کو دو ہزار مرتبہ الحمدللہ کا ورد کرنا پڑے گا۔ نیز فرمایا ایک چمچہ شہد کی تیاری کے لئے دو ہزار مکھیوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کام میں لگ جاؤ۔ یہ مکھیاں ڈیڑھ ڈیڑھ میل تک کے فاصلے سے پھولوں کا رس نچوڑ کر لاتی ہیں اور انسان کے لئے نہایت مصفّٰی خوشبودار اور صحت افزا قدرتی میٹھا تیار کرتی ہیں اس لئے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اللہ کے اس احسان کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں اور ہر قطرہ شہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا تصور ذہن میں لائیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمارے لئے لاکھوں مزدور مکھیوں کی صورت میں میٹھا بنانے کا کام جاری فرمایا ہوا ہے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 172)

حضرت منصورہ بیگم سے ملاقات کی خواہش

مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ایک روز ہمارے کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ منصورہ کی وفات کے دوسرے روز میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میری ایک دفعہ منصورہ سے ملاقات کرا دے تو اس رات کشفی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال شفقت سے اس خواہش کو پورا کیا۔ آپ نے تفصیل سے اسے بیان کیا اور فرمایا کہ منصورہ بیگم نے ایک نہایت خوبصورت رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور ستونوں والی ٹیرس کی شکل کی ایک عمارت میں جو سات طبقات میں تقسیم شدہ تھی اس میں اس کی ملاقات کے لئے مجھے لے جایا گیا۔ ایک مقام پر پہنچ کر مجھے آواز آئی کہ اس سے آگے نہ تم اوپر جا سکتے ہو اور نہ نیچے وہ آ سکتی ہیں۔ وہاں میں نے منصورہ بیگم کو دیکھا۔ نہایت ہی خوشنما منظر تھا اور منصورہ بیگم بہت خوش تھیں اور میرے دل میں اس ملاقات کی وجہ سے بڑا سکون پیدا ہوا۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 149)

حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے شغف

مکرم مولانا ابوالمنیر صاحب نورالحق تحریر کرتے ہیں:-

آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر بہت عبور حاصل تھا۔ اور آپ نے ان کو اتنا پڑھا تھا کہ آپ کو حفظ ہو گئی تھیں۔ ایک دفعہ آپ بیمار تھے حضور نے مجھے اور مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کو یاد فرمایا۔ ہم حضور کے پاس کافی دیر ٹھہرے۔ کچھ وقت مختلف امور پر حضور سے گفتگو ہوتی رہی۔ پھر حضور نے فرمایا آؤ! حضرت مسیح موعود کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کا دور کریں۔ جب حضور نے محسوس کیا کہ ہمیں مذکورہ کتاب یاد نہیں۔ تو خود ہی آئینہ کمالات اسلام کے مضمون کو بالترتیب بیان کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ پہلے باب میں یہ مضمون ہے۔ دوسرے میں یہ ہے۔ اسی طرح آپ نے ساری کتاب کے مضامین کو تھوڑے عرصہ میں بیان فرما دیا۔

حضرت مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر سورہ فاتحہ بھی آپ نے اس انہماک سے پڑھی تھی کہ آپ کو زبانی یاد ہو گئی تھی۔ یہ کتاب اکثر آپ کے پاس رہتی۔ سفر میں تفسیر صغیر، تفسیر سورۃ فاتحہ اور کتاب "مرزا غلام احمد قادیانی" اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ درثمین فارسی کے ساتھ حضور کو خاص لگاؤ تھا۔ 1955ء میں میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ کی رہائش گاہ پر کبھی کبھی حاضر ہوتا تھا تو حضور مجھے درثمین فارسی کی نظمیں پڑھ کر سنانے کا ارشاد فرماتے جس کی خاکسار تعمیل کرتا۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 130)

مطالعہ کی حوصلہ افزائی

مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی تحریر کرتے ہیں:-

مطالعہ کتب میں شغف کا یہ عالم تھا کہ علاوہ ان کتب کے جو حضور انور خود مطالعہ فرما رہے ہوتے اگر آپ کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں اہم کتاب کسی احمدی کے پاس ہے تو اس سے وہ کتاب مستعار لے کر اسے پڑھتے اور بہت احتیاط سے اسے واپس فرما دیتے۔ 61-1960ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور گیا تو مجھے پرانی کتابوں کی دکانوں سے پادری عمادالدین اور پادری احمد شاہ کی 80-75 سال قبل کی طبع شدہ کتب مل گئیں۔ میں نے انہیں پڑھا تو ان میں بہت کارآمد حوالے نظر پڑے۔ میں نے اس کا ذکر حضور سے کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کتب میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے وہ کتب آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے انہیں پڑھنے کے بعد واپس فرما دیا۔ اس کے بعد میں جب بھی لاہور جاتا تو واپسی پر دریافت فرماتے اس دفعہ اور کون سی کتب خریدیں۔ میں کتابوں کے نام عرض کر دیتا۔ آپ ان میں سے جو کتاب مطالعہ کرنا چاہتے میں پیش کر دیتا۔ اس طرح پادریوں کی متعدد کتب حضور نے مطالعہ فرمائیں ہر بار حضور کتاب پڑھنے کے بعد از خود واپس فرما دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا پادریوں کی جو کتابیں آپ مجھے مطالعہ کے لئے دیتے رہے ہیں انہیں محفوظ رکھیں ان میں بہت کارآمد حوالے ہیں بہتر یہ ہے کہ انہیں

ایک کاپی میں نوٹ کرلیں ۔ یہ فرمانے کے بعد مجھے ایک بہت خوبصورت نوٹ بک عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمام حوالہ جات اس میں نوٹ کرتے جائیں تا کہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ جب یہ کام مکمل ہوگیا تو پھر آپ نے اپنی تقریر میں ان کتب اور ان کے مندرجات کا ذکر شروع کیا اور جب بھی ذکر فرماتے تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتے یہ کتابیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 106)

علمی راہنمائی کی ایک نادر مثال

مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی تحریر کرتے ہیں:-

1960ء کے اواخر میں حضور نے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی حیثیت سے ماہنامہ ''انصار اللہ'' جاری فرمایا اور ازراہ ذرہ نوازی مجھے اس کا پہلا ایڈیٹر مقرر کیا۔ حضور نے جس دلی شغف' محنت اور جاں سازی سے اس علمی اور تربیتی پودے کی آبیاری کی اسے ایک معیاری مجلّہ کی حیثیت سے پروان چڑھانے میں جو مشقت اٹھائی اور مجھے ادارتی فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں جن بیش بہا ہدایات اور نصائح سے سرفراز فرمایا اور قدم قدم پر میری رہنمائی کی وہ ایک الگ داستان ہے۔ بہت ہی ایمان افروز اور روح پرور ۔اس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔ البتہ میں علمی رہنمائی کی ایک مثال بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ مثال ان اصحاب کے لئے جو اس سے استفادہ کرنا چاہیں نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔

ماہنامہ الفضل کے لئے علمی مضامین لکھنے کے سلسلہ میں حضور نے مختلف اوقات میں جن بیش بہا ہدایات سے نوازا۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ تھی کہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کروں۔ اس تعلق میں حضور نے فرمایا۔

''اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت مسیح موعود کی تمام کتب اور ملفوظات و ارشادات قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ حضرت اقدس جو بات کسی قرآنی آیت کا حوالہ دیئے بغیر بظاہر اپنی طرف سے بیان فرماتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔ حضور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ وہی کچھ کہتے ہیں جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔''

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے خود اپنے متعلق فرمایا:-

''کثرت مطالعہ سے مجھے اتنی مشق ہوچکی ہے کہ جب بھی میں حضرت مسیح موعود کی کوئی ایسی تحریر پڑھتا ہوں تو از خود قرآن مجید کی وہ آیات میرے ذہن میں آنا شروع ہو جاتی ہیں جن کی وہ تحریر یا عبارت تفسیر ہوتی ہے''۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر ص 104)

1945ء تا 2008ء کی 108 جنگیں

ان جنگوں میں ایک کروڑ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے

انور غازی اپنے کالم کارزار میں لکھتے ہیں۔

چھ اگست 1945ء کی صبح 8 بج کر 5 منٹ پر امریکی جہاز ''بی 29'' نے ہیروشیما پر ''لٹل بوائے'' نامی پہلا ایٹم بم گرایا۔ اس نے صرف 30 سیکنڈ میں ایک لاکھ چالیس ہزار لوگوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ 80 سے 85 ہزار لوگ زندگی بھر کے لئے معذور ہوگئے۔ اس کے تین دن بعد 9/اگست کو امریکا نے جاپان کے دوسرے شہر ''ناگاساکی'' پر ''فیٹ مین'' نامی ایٹم بم گرایا یہ ہولناک بم 74 ہزار جاپانیوں کو آناً فاناً نگل گیا جاپان کے دو اہم شہروں کی مکمل تباہی ہوئی اور مجموعی طور پر 2 لاکھ 14 ہزار لوگ مارے گئے۔

1945ء سے 2008ء تک دنیا میں مجموعی طور پر 108 بڑی جنگیں ہوئیں جن میں بارود کا کھلم کھلا استعمال ہوا۔ گھر جلے، شہر ویران ہوئے، لاشیں گریں، زخمیوں کی چیخوں اور مرنے والوں کی آہوں سے زمین اور آسمان کے دامن میں چھید ہوئے۔ وہ جنگیں جن میں امریکا شامل نہیں تھا۔ ان میں بھی مرنے والوں کے خون کے چھینٹے امریکی آستینوں پر ہی دکھائی دیتے ہیں۔ ان 108 جنگوں میں 1996ء تک ایک کروڑ نوے لاکھ تہتر ہزار انسان ہلاک ہوئے۔ میں مختصراً اس کی تفصیل لکھتا ہوں۔

لاطینی امریکہ میں ارجنٹائن، بولیویا، برازیل، چلی، کولمبیا، کوسٹاریکا، کیوبا، ڈومنیکن ری پبلکن، فاک لینڈ، گوئٹے مالا، ہنڈراس، جمیکا، نکاراگوا، پانامہ، پیراگوائے اور پیرو میں 4 لاکھ 70 ہزار لوگ مارے گئے۔

مڈل ایسٹ اور شمالی افریقہ میں الجیریا، مصر، ایران عراق، اسرائیل، اردن، کویت، لبنان، مراکش، شام، تیونس اور یمن میں جنگیں ہوئیں جن میں 9 لاکھ 93 ہزار لوگ لقمہ اجل بن گئے۔

افریقہ کے 17 ممالک جنگ کی بھٹی میں پگھلتے رہے۔ انگولا، برونڈی، ایتھوپیا، گھانا، گنی بساؤ، کینیا، لائبیریا، مڈغاسکر، موزمبیق، نائیجیریا، روانڈا، ساؤتھ افریقہ، سوڈان، یوگنڈا، زائرے، زیمبیا اور زمبابوے میں جنگیں اور خانہ جنگیاں ہوئیں جن میں 41 لاکھ 64 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

یورپ کے ممالک چیکوسلواکیہ، یونان، ہنگری، رومانیہ اور ترکی جنگوں کا شکار رہے جن میں ایک لاکھ 86 ہزار لوگ مارے گئے۔

ایشیا کے وسطی اور جنوبی ممالک افغانستان، بنگلہ دیش، بھارت، پاکستان اور سری لنکا میں جنگیں ہوئیں جن میں 28 لاکھ 57 ہزار لوگ مارے گئے۔

مشرقی ایشیا کے ممالک میں زیادہ خوفناک جنگیں ہوئیں جن میں کمبوڈیا، چین، انڈونیشیا، کوریا، لاؤس، ملائیشیا، برما، فلپائن، تائیوان، روس اور ویتنام کی جنگوں میں ایک کروڑ 39 لاکھ 6 ہزار انسان ہلاک ہوئے۔

ان تمام جنگوں کے پیچھے امریکا تھا، ان تمام جنگوں میں امریکی اسلحہ استعمال ہوا۔ ان میں سے چند جنگیں تو ایسی تھیں اگر امریکا کی وزارت دفاع سے ایک ٹیلی فون آجاتا تو لاکھوں افراد خوفناک موت سے بچ جاتے لیکن فون تو رہا ایک طرف امریکی دفتر خارجہ نے عین جنگ کے موسم میں ایسے بیانات دینے شروع کردیے جن کے نتیجے میں وہ جنگیں ناگزیر ہوگئیں۔

اس وقت بھی دنیا میں 68 ایسے تنازعات موجود ہیں جو دنیا کے 43 فیصد معاشی وسائل کھا رہے ہیں۔ میکسیکو امریکی ریاست ٹیکساس کا حصہ ہوا کرتا تھا۔ دونوں کا کلچر، زبان اور ثقافت ایک ہے۔ ٹیکساس کا سرحدی شہر الپاسو، آدھا میکسیکو اور آدھا امریکہ میں ہے دونوں ریاستیں تجارتی پارٹنر بھی ہیں لیکن میکسیکو کے اندر خانہ جنگی چل رہی ہے۔ 1996ء تک اس خانہ جنگی میں پانچ ہزار لوگ مارے گئے۔ لیکن امریکا نے آج تک یہ خانہ جنگی رکوانے کی کوشش نہیں کی۔

کولمبیا کا تنازع 1963ء سے چل رہا ہے۔ اس میں 47 ہزار لوگ ہلاک ہوئے۔ ایکواڈور میں سات ہزار انسان مارے گئے۔ پیرو میں 1995ء میں 30 ہزار، لیما، بولیویا اور پیراگوائے میں 11 ہزار، برطانیہ اور آئرلینڈ 1969ء سے جنگ لڑے رہے ہیں۔ اس میں تین ہزار لوگ مارے گئے ہیں۔

الجیریا میں 1992ء تک 82 ہزار۔

مغربی صحارا میں 1975ء سے 88ء تک 19 ہزار۔

گنی بساؤ میں 98-1999ء کے دوران 2 ہزار۔

سیرالیون میں 1991ء میں 43 ہزار۔

نائیجیریا میں 95-1994ء کے دوران 5 ہزار۔

کیمرون میں 1994ء میں ایک ہزار۔

سوڈان میں 1983ء میں 52 ہزار۔

یوگنڈا میں 9 ہزار۔

کانگو میں 1996ء کے دوران ایک لاکھ۔

انگولا میں 1992ء تک 61 ہزار۔

روانڈا میں 1990ء تک 8 لاکھ 13 ہزار۔

سوئٹزرلینڈ میں 14 ہزار۔

موزمبیق میں 1976ء سے 1995ء تک 50 ہزار۔

صومالیہ میں 1991ء میں 35 لاکھ 7 ہزار۔

کینیا میں 1996ء میں ایک ہزار۔

ایتھوپیا میں 1997ء میں دو ہزار۔

یونان میں 75 ہزار۔

بلغاریہ میں 2 ہزار۔

گوئٹے مالا میں 1998ء میں ڈیڑھ لاکھ۔

سلواڈور میں 1995ء میں 75 ہزار۔

نکاراگوا میں 1998ء میں 30 ہزار۔

مالے میں 1994ء میں دو ہزار۔

چاڈ میں 1996ء کے دوران 13 ہزار۔

یمن میں 1994ء میں 7 ہزار۔

الغازیہ میں 1994ء میں 6 ہزار۔

چیچنیا میں 1996ء میں 35 ہزار اور 1999ء میں 5 ہزار۔

نگورنو کاراباخ میں 1992ء سے 1994ء تک 22 ہزار۔

شام میں 1988ء میں 60 ہزار۔

عراق میں 1991ء میں 31 ہزار۔

ایران، عراق میں 1979ء میں مجموعی طور پر 28 ہزار۔

افغانستان میں 1992ء تک 76 ہزار۔

تاجکستان میں 1992ء سے 1997ء تک 51 ہزار۔

کشمیر میں 1989ء میں 23 ہزار۔

سیاچن میں 1984ء میں ایک ہزار۔

نیپال میں 1992ء میں دو ہزار۔

آسام میں 1989 میں 3 ہزار۔

برما میں 1985ء میں 9 ہزار۔

کمبوڈیا میں 98-1997ء میں ایک ہزار۔

جاوا میں 1965ء میں 30 ہزار۔

فیجی، جزائر سلیمان، سائپرس میں 14 ہزار۔

فلسطین میں 1978ء میں 30 ہزار انسان جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

شمالی اور جنوبی کوریا کا مسئلہ 1950ء اور تائیوان اور چین کا تنازعہ 1947ء سے مسلسل چل رہا ہے۔ افغانستان پر 2001ء سے اور عراق پر 2003ء سے تاحال امریکہ کی خونی یلغار پوری طاقت اور شدت سے جاری ہے۔ متعلقہ اداروں کی رپورٹ کے مطابق ان پانچ سالوں میں عراق میں 10 لاکھ اور افغانستان میں نائن الیون کے بعد سے 6 لاکھ افراد مارے جا چکے ہیں۔

(روزنامہ جنگ 12/اگست 2008ء)

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب کوٹھہ شریف

تیرھویں صدی ہجری میں مغلیہ حکومت کا چراغ ڈگمگا رہا تھا۔صوبہ پنجاب اور سرحد پر سکھوں کی حکومت مسلط تھی۔حضرت سید احمد بریلوی نے صوبہ سرحد سے دین کو پھیلانے کی ابتداء کی تو حضرت جی نے آپ کا مکمل طور پر ساتھ دیا حضرت سید احمد شہید صاحب نے آپ کو قاضی القضاۃ مقرر فرمایا۔

پیدائش اور آباؤ اجداد

حضرت سید امیر صاحب المعروف بہ حضرت جی صاحب کی ولادت حضرت محمد سعید بابا جی صاحب کے مبارک دینی گھرانے میں 1210 ہجری میں موقع کوٹھہ ضلع مردان میں ہوئی۔

پیدائش پر والدہ وفات پا گئیں آپ کی بڑی سات بہنیں تھیں جنھوں نے آپ کی پرورش کی ۔ حضرت جی کے والد حضرت محمد سعید بابا جی کے والد حضرت یار محمد بابا جی صاحب نے علاقہ گدون کے میرا گی گاؤں سے منتقل ہو کر کوٹھہ گاؤں میں رہائش اختیار کی۔محمد سعید بابا جی کی والدہ ترمذی سادات سے تھیں یہ خاندان حضرت پیر بابا صاحب کی اولاد سے تھا محمد سعید بابا جی کوٹھہ میں پیدا ہوئے اور دوسرے بھائی محمد قابل بابا جی صاحب تھے ۔محمد سعید صاحب نے کوٹھہ گاؤں میں تپہ اتمانزئی میں کندی کنازی خیل (سمہ خیل) میں شادی کی ۔ان کی سات بیٹیاں تھیں سب سے آخر میں حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب پیدا ہوئے۔

تعلیم واساتذہ کرام:۔

حضرت جی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر دینی وروحانی ماحول میں پائی ان کے والد اور چچا دونوں جلیل القدر عالم اور معروف فقیہ تھے ۔بعد میں پشاور کے نامور علماء سے زانوے تلمذتہ کیا ان کے بعض اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں۔حافظ الحدیث محمد عظیم صاحب۔مولانا حافظ محمد احسن المعروف بہ حافظ دراز پشاوری۔مولانا منصور علی صاحب گاؤں قالو خاں صوابی مردان۔مولانا نیاز محمد اخونزادہ باجوڑی موضع مرغز صوابی مردان۔

قرآن مجید پڑھنے کے بعد علم فقہ کی تحصیل کی۔ اس کے بعد صرف نحو، منطق، علم بلاغت وفصاحت، علم بیان بدائع غرضیکہ 1238ھ میں 28 سال کی عمر میں کمال حاصل کرلیا۔آپ نے طالب علمی کے زمانہ ہی سے اپنے والد ماجد سے فیض پایا تھا۔اور دوران تعلیم ریاضتیں اور مجاہدے بھی کئے اس محنت کے طفیل آپ کو صفائے باطن اور علم لدنی عطا ہوا۔

’’حضرت جی صاحب کوٹھہ بے حد ذہین بہت عبادت گزار اور صادق القول تھے۔تصوف واسرار کے حقائق اور رموز کے مطالعہ ومشاہدہ میں گہرائی اور وسعت نصیب تھی۔آپ کو شروع ہی سے شفاف روحانی ماحول میسر آیا جس نے آپ کی فکر اور روحانیت کو جلا بخشی آپ ہر وقت عشق الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ خود ذات الٰہی کی معرفت سے متعلق فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضل وکرم سے مجھے دوسرے اولیاء کی تقلید کے بغیر اپنی معرفت حاصل کرائی میں اس معرفت کے بارے میں کسی کا بھی مقلد نہیں اور اس معرفت کے احوال بیان نہیں کر سکتا۔

(بحوالہ دراسرار صفحہ 527)

حضرت جی صاحب ایک ولی کے مقام پر فائز تھے ۔وہ اپنے رویا وکشوف وکرامات اور الہامات بیان فرماتے تھے۔آپ عمر بھر اپنے رویا کشوف کرامات اور الہامات کو بیان کرتے رہے جس کو ان کے مریدوں نے اکٹھا کیا ہے۔آپ نے آنے والے حالات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر خبر دی ۔وہ واقعات ویسے ہی ظہور میں آئے جس طرح آپ نے بیان فرمائے تھے جس کا اک زمانہ گواہ ہے۔

’’جب آپ (حضرت جی صاحب) کے وصال کا وقت آیا تو فرمایا

گفتہ بندہ گفت خدا

میرے بعد کا مجتہد پیدا ہو چکا ہے اور اب ہم کسی اور کے زمانہ میں ہیں‘‘

روایت کرتے ہیں کہ ہر زمانے کا مجدد جب دارفنا سے دارِبقا کو رحلت فرماتا ہے تو آئندہ پیدا ہونے والے مجدد کے متعلق اس کو بذریعہ الہام اطلاع ملتی ہے لہٰذا حضرت صاحب نے 1294ھ میں اطلاع دی تھی کہ دوسرا مجدد پیدا ہو گیا ہے لیکن اس کے وجود میں کچھ عرصہ باقی رہتا ہے ۔اس سلسلہ میں آپ کے دو خلفا کے حوالے درج کئے جاتے ہیں

1-خلیفہ حافظ نور محمد نقشید:۔

یہ اصل متوطن گڑی امازئی حال مقیم کوٹھہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جی صاحب ایک دن وضو کر رہے تھے۔اور میں روبرو بیٹھا تھا۔فرمانے لگے کہ

’’ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہیں‘‘

میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت اس قدر معمر ہو گئے ہیں کہ اب آپ کا زمانہ چلا گیا ۔ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہیں اپنے دنیوی کام کرتے ہیں فرمانے لگے کہ تُو میری بات کو نہ سمجھا۔میرا مطلب تو کچھ اور ہے پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدید دین کیلئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے ہماری باری چلی گئی ۔میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی اور کے زمانے میں ہیں میں نے پوچھا کہ نام کیا ہے؟

نام نہیں بتاؤں گا مگر اس قدر بتلاتا ہوں کہ زبان اس کی پنجابی ہے‘‘۔

مولانا حمید اللہ حمید سوات

حضرت کے خاص خلیفہ مولانا حمید اللہ حمید سوات بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہمارے مرشد حضرت صاحب کوٹھہ والے فرمانے لگے کہ

’’مہدی پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا‘‘

اس بات کو سن کر مولوی محمد یحییٰ اخونزادہ اس بات پر مصر ہوئے کہ اس بیان کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر تحریر کریں پس میں بحکم آیت تکتموا الشہادۃ ......خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھہ ایک دو سال اپنی وفات سے پہلے یعنی 1292ھ یا 1293ھ میں چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے۔اور ہر ایک باب سے مصارف اور اسرار میں گفتگو شروع تھی۔ ناگاہ مہدی (مجدد) کا تذکرہ درمیان میں آ گیا فرمانے لگے کہ مہدی (مجدد) پیدا ہو گیا ہے ان کے منہ سے یہ الفاظ افغانی زبان میں نکلے تھے’’چہ مہدی پیدا شوے دے اور وقت ظہور نہ دے‘‘یعنی مہدی پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا بعد اس کے حضرت موصوف نے ذی الحجہ 1294ھ میں وفات پائی‘‘۔

(سوانح حیات سلطان اولیاء حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب کوٹھہ از الحاج صاحبزادہ محمد اشرف زیر اہتمام صاحبزادہ فاؤنڈیشن کوٹھہ ضلع صوابی مردان)

مکرم الحاج صاحبزادہ محمد اشرف صاحب نے مذکورہ کتاب صفحہ 289 کے حاشیہ میں درج کیا ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس قول کو اپنی طرف منسوب کیا ہے

کیونکہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے چودھویں صدی کے مجدد اور امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(کتاب تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 144)

حضرت صاحب کوٹھہ کی اس پیشگوئی کی وجہ سے صوبہ سرحد کے بڑے بڑے خاندانوں نے ابتداء میں احمدیت قبول کی ۔اور حضرت صاحب کی یہ پیشگوئی صوبہ سرحد میں اشاعت احمدیت کا باعث ہوئی۔

استقامت فوق الکرامت

حضرت جی صاحب کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کا کوئی فعل اور کام قرآن وسنت کے خلاف نہیں تھا ۔اور اسی پر استقامت ہی آپ کی کرامت ہے جن کا ہر قول وعمل سراپا شریعت اور عین مطابق تھا۔ بات بہت غور وفکر کے بعد کرتے ان کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ شریعت وطریقت کی تصویر تھا۔ آپ کے لمحات زیست اعلاء کلمۃ الحق کا شاندار نمونہ تھے ۔اور آپ کے شب وروز قال اللہ اور قال الرسول پر عمل پیرا ہونے کا ایک حسین مظہر تھے۔

بغیر ضرورت کے بات نہیں کرتے تھے۔اپنے کلام کو خدا کے نام سے شروع کرتے اور خدا کے مبارک نام سے ختم کرتے ۔چلنے میں بڑائی اور شان بے نیازی کا اظہار نہیں فرماتے تھے کسی سے آگے چلنے کی کوشش نہ کرتے رفیقوں کے درمیان چلتے ۔اگر لوگ محبت سے آگے چلنے لگتے تو برا نہ مناتے جب مسجد میں داخل ہوتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد کے نفل ضرور ادا کرتے۔ مسجد میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کرتے تھے ریشمی اور نرم ونازک فرش پر نہ سوتے تھے تاکہ جسم اس نرمی اور آرام سے لذت گیر ہو کر عادی نہ ہو جائے۔

اخلاق وعادات

لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے ان کی خاطر تواضع کرتے ۔متمول لوگوں اور حاکموں کی خوب مہمان نوازی کر کے نرم خوئی سے وعظ ونصیحت کرتے خود اٹھ کر ان کے ساتھ چند قدم چل کر رخصت کرتے درویشوں کی دلجوئی کرتے ان کو کچھ بطور امداد بخشتے بچوں کی دلداری کرتے کوئی میٹھی چیز دیتے اگر کچھ نہ ہوتا تو ان کو دعائیں دیتے اور پیار ومحبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔

حضرت جی انتہائی حلیم تھے۔ خدا کی مخلوق کے لئے وہ چیز پسند فرماتے جو خود اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ۔ جو کوئی سختی کرتا اس کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آتے۔

حضرت جی حق تعالیٰ کی عبادت بروقت اور ہر لمحہ کرتے تھے ہر صبح وشام دن رات خلوت اور جلوت میں عبادت کرتے رہتے تھے ۔فرض نماز باجماعت پڑھتے معانی قرآن میں تفکر سے کام لیتے ۔اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے عشاء کی نماز کے بعد قرآن کریم پڑھا کرتے ماہ رمضان میں تراویح اور نوافل پڑھتے ہوئے تمام یا اکثر شب بیداری کرتے ۔آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے عبادت میں اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت کے آگے سر نیاز جھکا کر آداب عبودیت کے ادا کرنے میں مگن رہتے۔

(سوانح حیات سید امیر صاحب صفحہ 154-170 از صاحبزادہ محمد اشرف)

شادیاں اور اولاد

حضرت جی صاحب نے مختلف اوقات میں پانچ شادیاں کیں ۔ان کی تین بیٹیاں اور سات بیٹے تھے۔

قید وبند:۔

آپ کو سازش کے تحت وہابی مشہور کیا گیا۔انگریز گورنمنٹ وہابیوں کے خلاف تھی ان کو بھی 26 شوال 1277ھ میں گرفتار کر لیا گیا بعد تحقیق آپ کو 29 محرم 1278ھ تین مہینے اور تیرہ دن کے بعد رہا کر دیا گیا۔

رہائی کے بعد آپ نے دعوت الی اللہ اور تعلیم وتربیت کے کاموں کو تیز تر کر دیا۔ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں بعض سفر بھی کئے ۔لوگوں کو بدعات سے روکا اور اسلام کی صحیح تعلیم قرآن مجید کی روشنی میں اور سنت رسول اللہ سے لوگوں کو روشناس کیا آپ کے طرز تربیت اور سادگی اور جذب سے صوبہ سرحد کے لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہوئی۔اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہے آخر وہ وقت بھی آ گیا آپ 30-ذی الحجہ 1294ھ جمعہ کے روز اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے ۔حاجی ابی ذر نے نماز جنازہ پڑھائی اور موجودہ مزار کی جگہ تدفین عمل میں آئی۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرمہ سلیمہ قمر صاحبہ دفتر مصباح لجنہ اماء اللہ پاکستان تحریر کرتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم سلیم احمد صاحب سپیشلسٹ بی ایس۔ایس۔سٹرنکس ٹیلیکوم پاکستان کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ صبا انوار صاحبہ ویلنشیا ٹاؤن لاہور مورخہ 18 جولائی 2009ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے بیت مبارک ربوہ میں 5 لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم سلیم احمد صاحب مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کے بیٹے، مکرم چوہدری محمد خان صاحب آف دھیر کے کلاں کے پوتے اور مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ کے نواسے ہیں اور محترمہ صبا انوار صاحبہ مکرم انوار الٰہی صاحب چیف ایگزیکٹو وارن ہومیو پیتھک لیبارٹریز لاہور کی بیٹی اور مکرم فضل الٰہی ارشد صاحب کی پوتی ہیں نیز دونوں حضرت محمد وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کانگڑہ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے، نیک نصیب سے نوازے اور خوشیوں سے معمور زندگی عطا فرمائے۔ آمین

داخلہ ایف۔اے ایف ایس سی

(گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

سال اول (ایف اے، ایف ایس سی) سائنس، آرٹس و آئی سی ایس، برائے سال 2009-2011ء داخلہ کیلئے میٹرک پاس طالبات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ پراسپکٹس اور فارم داخلہ آفس سے مورخہ 2/اگست سے دستیاب ہیں۔ فارمز واپس جمع کروانے کی آخری تاریخ مورخہ 11/اگست ہے۔ داخلہ گورنمنٹ کی وضع کردہ پالیسی (میرٹ) کے مطابق ہوگا۔

داخلہ فارم کے ساتھ تصدیق شدہ دستاویزات لگانا ضروری ہیں۔

1۔ میٹرک کے رزلٹ کارڈ کی کاپی 2 عدد

2۔ کریکٹر سرٹیفکیٹ کی کاپی 1 عدد

3۔ والد/والدہ/سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی 1 عدد

4۔ تصاویر پاسپورٹ سائز 2 عدد

فیصل آباد بورڈ کے علاوہ کسی اور بورڈ سے میٹرک پاس کرنے کی صورت میں مائیگریشن سرٹیفکیٹ کی کاپی لگانا ضروری ہے۔

نوٹ: گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ٹیچرز کی تمام خالی آسامیوں پر یکم ستمبر 2009ء سے آنریری ٹیچرز کی تقرری کردی جائے گی۔

(پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

درخواست دعا

مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب تحریر کرتے ہیں۔

محترم سرفراز خان صاحب بلوچ آف بھوکڑی ضلع چنیوٹ کی دو بیٹیاں مکرمہ فوزیہ بی بی صاحبہ اور مکرمہ تسلیم بی بی صاحبہ بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان داخلہ

یونیورسٹی آف ایجوکیشن بینک روڈ کیمپس لاہور نے درج ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

بی ایڈ ایلیمنٹری، بی ایڈ سیکنڈری، ایم ایڈ، ایم اے انگلش، بی ایڈ، ایم اے اردو، بی ایڈ، ایم ایس سی، میتھ میٹکس بی ایڈ۔

درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 15/اگست 2009ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے فون نمبر 042-37313063 پر رابطہ فرمائیں۔

یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور نے درج ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

بی ایس، ایم ایس، ایم اے، بی بی اے، ایم بی اے، ایم کام، اے سی سی اے، پی ایچ ڈی۔

درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 21/اگست 2009ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے ویب سائٹ www.ucp.edu.pk اور فون نمبر 042-35755314 پر رابطہ فرمائیں۔

یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور نے ایم بی اے (لائف سائنس) میں داخلہ کا اعلان کر دیا ہے۔ درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 15/اگست 2009ء ہے۔ جبکہ داخلہ ٹیسٹ 23/اگست 2009ء کو ہوگا۔ مزید معلومات کیلئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔

www.debm.uvas.edu.pk

(نظارت تعلیم)

درخواست دعا

مکرم سلیم احمد صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور دمہ کی وجہ سے بیمار ہیں نیز ان کی اہلیہ محترمہ بھی سر درد کی تکلیف کی وجہ سے شدید بیمار ہیں احباب جماعت سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

داخلہ ہوسٹل

(دارالاکرام بیوت الحمد ربوہ)

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کے زیر انتظام ہوسٹل دارالاکرام بیوت الحمد ربوہ میں نئے داخلہ جات شروع ہیں۔ ایسے والدین جو مرکز سلسلہ میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا چاہتے ہیں اور ان کو ربوہ میں رہائش کی مشکل ہے ان کیلئے بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ہوسٹل میں داخل کروائیں۔ یہاں پر بچوں کو کھانے اور رہائش کی تمام سہولیات میسر ہیں۔ کلاس ششم تا انٹر کالج کلاسز کے طلباء ہوسٹل میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے رابطہ نمبر درج ذیل ہے۔ فون نمبر 0476213307,6212473

(نظارت تعلیم)

سانحہ ارتحال

مکرم وحید احمد چوہدری صاحب صدر جماعت درگانوالی ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب دارالنصر غربی منعم ربوہ میں مورخہ 20 جولائی 2009ء کو بعمر 85 سال انتقال کر گئے۔ مورخہ 22 جولائی کو محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے آپ کی نماز جنازہ بعد از نماز فجر بیت المبارک ربوہ میں پڑھائی۔ تدفین کے بعد مکرم چوہدری مغفور احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ آپ حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے اور محترم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش قادیان کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں سب بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ بابت ترکہ مکرم عبدالستار صاحب)

مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم عبدالستار صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 18/19 محلہ دارالرحمت وسطی برقبہ 1 کنال میں سے 5 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ درج ذیل ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ (بیوہ)

2۔ مکرم محمود احمد صاحب (بیٹا)

3۔ مکرم نصیر احمد صاحب (بیٹا)

4۔ مکرم قیصر پرویز صاحب (بیٹا)

5۔ مکرمہ شازیہ عمران پاشا صاحبہ (بیٹی)

6۔ مکرم مبارک احمد صاحب (مرحوم) (بیٹا)

مرحوم کے ورثاء

مکرمہ تحمیدہ مبارک صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

اورنگ زیب عالمگیر

(1618ء-1707ء) محی الدین محمد عالمگیر مغل شہنشاہ ہند (1658ء-1707ء) شاہجہان کا تیسرا بیٹا۔ باپ کی شدید بیماری اور افواہ مرگ پر بھائیوں نے تاج وتخت کے لئے تگ ودو شروع کر دی۔ خانہ جنگی میں تینوں بھائی اورنگ زیب سے شکست کھا گئے۔ باپ کو نظر بندی قبول کرنی پڑی۔ اورنگ زیب نے 31 جولائی 1658ء کو عالمگیر کا لقب اختیار کر کے حکومت کا آغاز کیا۔ تقریباً پچاس سال کے دور حکومت میں سے پہلے پچیس سال شمالی ہند اور آخری پچیس سال جنوبی ہند کی مہمات میں صرف ہوئے۔ دکن میں مغلیہ سلطنت اس حد پر پہنچ گئی، جو پہلے اسے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ ستنامیوں، مرہٹوں، فرنگیوں اور سکھوں کی شورشوں کا قلع قمع کیا اور پوری سلطنت کو ایک نظام کا پابند بنا دیا۔ مدبر، منتظم، بیدار مغز اور عادل حکمران، بہادر، باتدبیر اور صاحب عزم سپہ سالار، وقت کا ممتاز عالم، یگانہ صاحب قلم، پابند شریعت اور زاہد بادشاہ۔ اورنگ زیب نے علمائے اسلام کو جمع کر کے فقہ اسلامی پر مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تھی۔ اپنی روزی قرآن مجید کی کتابت اور ٹوپیاں سینے سے حاصل کرتا۔ سرکاری خزانے پر کبھی کوئی بار نہ ڈالا۔ ہندوستان ہی نہیں، ایشیا بھر کے سلاطین میں مثالی حیثیت رکھتا تھا۔ سلطنت کا انتظام درجہ کمال تک پہنچا دیا مگر اس کے جانشین، نااہل ثابت ہوئے۔ بادشاہی مسجد لاہور کی تعمیر اسی بادشاہ کا اہم کارنامہ ہے۔

پتہ درکار ہے

مکرم حفیظ الرحمن صاحب ولد مکرم مولابخش صاحب وصیت نمبر 54579 نے مورخہ 4/اپریل 2006ء کو بمقام وڈا کھانہ اسماعیلہ P.O چنن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے وصیت کی تھی۔ موصوف اب مذکورہ ایڈریس پر موجود نہ ہیں۔ وہ خود یا ان کے کوئی رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو براہ کرم فوری طور پر دفتر سے رابطہ کریں نیز اپنے موجودہ ایڈریس سے مطلع کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں

سپریم کورٹ میں مشرف پیش ہوئے نہ ان کا وکیل

چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں قائم سپریم کورٹ کے 14 رکنی بنچ کی طرف سے عدالت میں حاضر ہونے کے نوٹس کے جواب میں نہ تو سابق صدر پرویز مشرف پیش ہوئے اور نہ ہی ان کا کوئی وکیل پیش ہوا جبکہ سپریم کورٹ نے وزارت داخلہ سے 3 نومبر 2007ء کو ایمرجنسی اور پی سی او کے نفاذ سے لے کر 15 دسمبر 2007ء کو آئین کی بحالی تک ملک میں دہشت گردی کے واقعات کے حوالے سے تفصیلات طلب کرلی ہیں۔

دہشت گردوں کے خلاف کارروائی پھر مذاکرات

بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ نے کہا ہے کہ پاکستانی سرزمین کے دہشت گردی کیلئے استعمال ہونے تک جامع مذاکرات نہیں کئے جائیں گے۔ منموہن نے بلوچستان میں بھارت کی کسی بھی مداخلت کی تردید کردی۔

ڈی آئی خان، کچہری میں بم دھماکہ 2/افراد ہلاک

ڈیرہ اسماعیل خان میں ضلع کچہری کی کارپارکنگ میں بم دھماکے کے نتیجے میں 2/افراد جاں بحق جبکہ پانچ زخمی ہو گئے۔ پولیس کے مطابق نامعلوم شرپسندوں نے ڈسٹرکٹ بارایسوسی ایشن ڈیرہ کے سابق صدر سید مستان شاہ زیدی ایڈووکیٹ کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے اڑا دیا۔ دھماکے میں مستان شاہ سمیت پانچ افراد زخمی جبکہ ان کا محافظ اور ڈرائیور جاں بحق ہو گئے۔

پاکستان اور تاجکستان کے درمیان بجلی کی فراہمی سمیت 3 معاہدے

پاکستان اور تاجکستان کے دوطرفہ تعلقات اور بجلی کی فراہمی سمیت مختلف شعبوں میں تعاون کے فروغ کیلئے تین معاہدوں پر دستخط کر دیئے گئے ہیں۔ تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے میں دونوں ممالک کے صدور آصف علی زرداری اور امام علی رحمانوف اور وزراء خارجہ نے معاہدوں پر دستخط کئے۔ دونوں ہم منصب رہنماؤں کی ملاقات کے دوران تاجکستان کے صدر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکستان کو بجلی کی فراہمی کے منصوبے پر تاجکستان کام تیز کرے گا۔

بے نظیر قتل کیس، درخواست سماعت کیلئے منظور

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ وسیشن جج میاں محمد خلیل ناز نے سانحہ لیاقت باغ بے نظیر بھٹو قتل کیس کے بارے میں سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف سمیت 12/افراد کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22۔اے کے تحت دائر کی گئی درخواست پر سی پی او اور ڈی پی او کو 8/اگست کو رپورٹ پیش کرنے کیلئے نوٹس جاری کردیا ہے۔

ضرورت محررین/انسپکٹران

۞ دفاتر تحریک جدید کی مستقبل کی ضرورت کے مدنظر انسپکٹران/محررین کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ خواہشمند احباب جو خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں تعلیمی سندات، قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور ایک عدد تصویر کے ہمراہ مورخہ 13/اگست 2009ء تک امیر/ پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ وکالت دیوان تحریک جدید کو بھجوا دیں۔ امیدوار کا ایف۔اے/ایف ایس سی میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ امیدوار کمپیوٹر/ اکاؤنٹس میں تجربہ رکھتے ہوں۔ واقفین نو جو اس معیار پر پورا اترتے ہوں وہ بھی درخواست بھجوا سکتے ہیں۔ کمپیوٹر میں درج ذیل امور کی مہارت ہونا ضروری ہے۔

(i) ٹائپنگ انگلش و اردو (ii) ونڈو آپریٹنگ سسٹم (iii) مائیکرو سافٹ ورڈ (iv) مائیکرو سافٹ ایکسل (v) ان پیج

امیدوار کی عمر 35 سال سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔ معیار پر پورا اترنے والے امیدواران کا تحریری ٹیسٹ 16/اگست 2009ء کو بیت المحمود کوارٹرز تحریک جدید میں صبح 10:00 بجے ہوگا۔

تحریری امتحان کیلئے نصاب حسب ذیل ہوگا۔

1۔ قرآن مجید پہلا نصف پارہ (ترجمہ کے ساتھ)
2۔ نماز مکمل ترجمہ کے ساتھ
3۔ حدیث (نمبر 11 تا نمبر 20) چالیس جواہر پارے
4۔ کتب حضرت مسیح موعود (حقیقۃ الوحی، کشتی نوح)
5۔ انگریزی/ حساب مطابق معیار F.Sc/F.A
6۔ عام دینی معلومات (شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ)

نوٹ: مندرجہ بالا معیار پر پورا نہ اترنے والی اور نامکمل درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 31 جولائی

طلوع فجر	4:54
طلوع آفتاب	6:21
زوال آفتاب	1:14
غروب آفتاب	8:08

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

Kingston University London **Study in uk**
www.kingston.ac.uk

Highest ranking modern University in London
Guardian Newspaper May 2006. Kingston University offers you quality teaching with hundreds of program of studies in

Courses

- Business, Economics, Accounting, Finance,
- Law
- Arts & Social Sciences
- Art, Design & Architecture
- Engineering (Aerospace, Aircraft, Automotive, Mechanical, Construction
- Computing & Information Systems
- Film, TV, Theatre, Music
- Pharmaceutical Sciences & Biotechnology.

Meet Dr Babar Abbas, Faculty of Science Kingston University for admission & guidance for Sep. 09 & Jan. 10 intake
Lahore: 3rd August – 12pm – 5pm, Education Concern: 67-C, Faisal Town (Opposite Gourmet Restaurant).

EC
Education Concern® : Head office: - 67-C Faisal Town, Lahore
Cell: 0302-8411770, Ph: 42-5177124/5162310
info@educationconcern.com www.educationconcern.com